Al-Qawārīr - Vol: 04, Issue: 01,
Oct – Dec. 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

کامیاب خواتین کے اوصاف: اسلام اور مغرب کا تقابلی مطالعہ

Attributes of Successful Women: A Comparative Study of Islam and the West

Mufti Atallah
Ph.D. Scholar Department of Islamic Studies, AIOU Islamabad
Ehtasham-ul-Haq
Ph.D Research Scholar Allama Iqbal Open University Islamabad

Version of Record
Received: 02-Oct-22 **Accepted**: 10-Nov-22
Online/Print: 28-Dec-2022

ABSTRACT

Man and woman are two wheals of human life, from which life livelier. In social term both are equal. That's why islam has given equal rights both of them. Western civilization has started movement of freedom of naked women in form of motherlessness to distroyeing family system and the used these beautiful slogens for this .In these circumstances it needs to improve the qualities of woman that Allah described in his las Holy book Quran. The original status of woman is that she should live at home. Whoever it she go outside regarding to some needs, she should care the limits which islam described . if woman are being inforsed to go outside after cross limits the result will be negative regarding to social distriction.

Keywords: *freedom of Naked, Motherlessness, Distriction*

تمہید

مرد اور عورت انسانی زندگی کے دو ایسے پہیے ہیں جن سے حیات انسانی رواں دواں ہے۔ معاشرتی اصلاح اور فساد میں ان دونوں کا حصہ برابر بلکہ بعض اعتبار سے عورتوں کا حصہ مردوں سے کئی گنا زیادہ ہے۔ اس لیے اسلام نے مرد اور عورت کو احکام شریعت کے مکلف ہونے اور حقوق و فرائض میں مساوی قرار دیا ہے مگر اس کے باوجود آج کی عورت مغربی تہذیب کے سیل رواں میں بہہ کر یہ سوچ رہی ہے کہ اسلام نے اسے وہ حقوق نہیں دیے، جو مغربی معاشرہ اسے آزادی کی صورت میں دے رہا ہے۔ گزشتہ ایک صدی سے یہ بحث

CC BY

شدومد کے ساتھ جاری ہے کہ معاشرے کی کامیاب عورت کون سی ہے؟ اہل غرب کا نظریہ ہے کہ جس عورت کے پاس کامیاب معاشرت ہو، مالی خود مختاری ہو، اپنا گھر ہو اور مال ومتاع کی فراوانی ہو، ایسی عورت کو کامیاب عورت اور رول ماڈل سمجھا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ رائے بھی عام ہے کہ جس معاشرے کی عورت والدین، شوہر اور بھائیوں کی کمائی پر انحصار کرتی ہو، وہ کم درجے کی عورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب عورت سے اس کے پیشے کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو وہ گھریلو عورت ہونے پر ندامت اور شرمندگی محسوس کرتی ہے۔ عصر حاضر کے خاندانی نظام میں مغربی تمدن سرایت کرتا جارہا ہے۔ آزادی کے خوشنما نعرے سے فحاشی وعریانی پھیلا کر عورت کو بے حجاب اور بے قدر وقیمت کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ حالانکہ اس آزادی کی وجہ سے مغرب کا خاندانی نظام بری طرح تباہ ہوچکا ہے اور مسلم ممالک کی خواتین ان کی نقل اتارتے ہوئے اخلاقی اور سماجی بیماریوں میں مبتلا ہورہی ہیں۔ خواتین کی بے راہ روی سے خوفناک معاشرتی نتائج سامنے آرہے ہیں۔ آوارہ مغربی معاشرہ عورت کو مادر پدر آزاد کرکے خاندانی نظام کو مکمل تباہ کرنا چاہتا ہے۔ مغربی تہذیب عورت کو جاہلی تہذیب وتمدن کی طرف دھکیل کر بے آبرو کرنے اور معاشرتی وقار سے محروم کرنے میں مصروف عمل ہے۔ اگر ہم اسلام سے پہلے کی تہذیبوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یونانی، رومانی، ایرانی اور جاہلی تہذیب میں عورت معاشرتی اور سماجی وقار سے محروم تھی۔ زمانہ جاہلیت میں عورت کو مال کی طرح میراث میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر وھبہ الزوحیلیؒ لکھتے ہیں:

> **فترثون المرأة كما ترثون الأموال والأمتعة، وتتصرفون فيها كما تشاؤون، وهن كارهات لذلك، فإن شاء أحدكم تزوجها، وإن شاء زوجها غيره، وإن شاء منعها الزواج([1])**
>
> (وہ عورت کے وارث اس طرح بنتے تھے، جیسے مال ومتاع کے وارث بنتے ہیں۔ اس میں جس طرح چاہتے تصرف کرتے، دراں حالیکہ عورتیں اس کو نہ چاہتی ہوتی تھیں۔ اگر وہ چاہتے تو ان سے شادی کرلیتے، چاہتے تو دوسرے سے کردیتے، چاہتے تو اسے شادی سے روک دیتے)

یونانی اور رومی تہذیب میں عورت کی حیثیت

اہل یونان نے عورت کو شجرۃ مسمومہ (زہر آلود درخت) اور "رجس من عمل الشیطان "(شیطان سے زیادہ نجس) قرار دیا۔ رومی تہذیب میں عورت کو روح سے خالی اور عذابوں میں سے ایک عذاب قرار دیا گیا تھا۔ ایرانی تہذیب میں والد کا بیٹی کو اور بھائی کا بہن کو زوجیت میں لینا کوئی معیوب امر نہ تھا۔[2]

عورت کو سرچشمہ گناہ سمجھا جاتا تھا۔ عورت کا کام صرف یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ قبائل کی عزت کو محفوظ کرنے کے لیے جفاکش سپاہی پیدا کرتی رہے۔ عیسائیت میں عورت سراپا فتنہ سمجھی جاتی تھی۔ عیسائی راہب عورت کے سائے سے بھی بھاگتے تھے۔ یہاں تک کہ ماں کے چہرے پر نظر ڈالنا معصیت سمجھا جاتا تھا۔ رہبانیت عورت کی نفرت پر مبنی ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے عورت کو قانونی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی تشخص عطا کیا۔ ملکیت میں تصرف کا اختیار دیا۔

ہندو دھرم میں عورت کا مقام

ہندو دھرم میں عورت پر مذہبی کتب کو چھونے پر بھی پابندی تھی۔ شوہر کے مرنے پر خاوند کے ساتھ زندہ جلایا جاتا تھا۔ عورت اگر بت کو چھولے تو اس کی اولوہیت کا تقدس تباہ ہو جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب عورتوں کو کمتر اور حقیر قرار دیتے تھے۔ وہ عورت اور مرد کے مابین واضح تفریق کے قائل تھے۔ علامہ رشید رضا اپنی شہرۃ آفاق تفسیر "المنار" میں لکھتے ہیں:

> أَنَّ جَمِيعَ الْأُمَمِ كَانَتْ تَهْضِمُ حَقَّ الْمَرْأَةِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ، وَتَعُدُّهَا كَالْبَهِيمَةِ الْمُسَخَّرَةِ لِمَصْلَحَةِ الرَّجُلِ وَشَهْوَتِهِ، وَعَلِمَ أَنَّ بَعْضَ الْأَدْيَانِ فَضَّلَتِ الرَّجُلَ عَلَى الْمَرْأَةِ بِمُجَرَّدِ كَوْنِهِ ذَكَرًا وَكَوْنِهَا أُنْثَى، وَبَعْضُ النَّاسِ عَدَّ الْمَرْأَةَ غَيْرَ أَهْلٍ لِلتَّكَالِيفِ الدِّينِيَّةِ، وَزَعَمُوا أَنَّهَا لَيْسَ لَهَا رُوحٌ خَالِدَةٌ[3]
>
> (اسلام سے قبل ساری اقوام عورت کے حقوق کو غصب کیے ہوئے تھیں، وہ عورت کو شوہر کی شہوت کے لیے مسخر کردہ جانور شمار کرتی تھیں، بعض ادیان نے مرد کو صرف مرد ہونے کی بناء پر عورت پر فضیلت دے رکھی تھی۔ بعض لوگ عورت کو دینی امور کا مکلف ہی نہیں سمجھتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ اس میں ہمیشہ رہنے والی روح ہی نہیں ہے)

اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ

جب اسلام کا عادلانہ نظام دنیا میں آیا تو اللہ تعالیٰ نے عورت کو مردوں کے مساوی مقام اور مرتبہ عطا کیا۔ میراث میں حصہ مقرر کر کے مال و متاع کی طرح تقسیم سے بچایا۔ اولاد پر ماں کی خدمت کو واجب قرار دیتے ہوئے جنت کو اس کے قدموں تلے قرار دیا۔ شوہر کی خواہشات پورا کرنے کے ضمنی مقصد کو روندتے ہوئے عورت کو دینی احکام کا مکلف اور خاندانی نظام کا امین بنایا اور ہر انسان کی نجات کا

دارومدار اس کے عمل سے جوڑتے ہوئے واضح کیا کہ مرد و عورت میں سے جو نیک عمل کرے گا، وہی نجات یافتہ ہوگا۔ نجات کے لیے مرد ہونا کافی نہیں۔ فرمان خداوندی ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ[4] (جو کوئی نیک عمل کرے، خواہ مرد ہو یا عورت، اور وہ مومن ہو، ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے اور ان کے کیے کے بدلے انھیں اچھا بدلہ دیں گے)۔ سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى[5] (پھر ان کی دعا رب نے قبول فرمائی اور فرمایا میں کسی مرد یا عورت کی مزدوری ضائع کرنے والا نہیں)۔

اسلام مرد اور عورت کے مابین تفریق کا قائل نہیں، جبکہ اسلام سے قبل کا جاہلی معاشرہ مرد و عورت میں واضح تفریق کا قائل تھا۔ ان کے مذہبی پیشواؤں نے کئی چیزوں کو مردوں کے لیے حلال اور عورتوں کے لیے حرام کر رکھا تھا۔ وہ عورت کو مرد کے برابر حقوق نہ دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس تفریق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَى أَزْوَاجِنَا[6] (اور انھوں نے کہا کہ ان جانوروں کے پیٹ میں جو کچھ ہے، وہ ہمارے مردوں کے لیے ہے اور حرام ہے ہماری عورتوں پر)۔

عورت کے کامیاب کیئریر کی راہ میں رکاوٹیں

مغربی معاشرے میں عورت اپنے "کیئریر" کو بہتر بنانے کے لیے نام پر گھر سے باہر نکلتی ہے۔ کامیاب معاشرت کے حصول کے لیے شادیاں دیر سے کرتی ہیں یا بالکل بھی نہیں کرتی۔ کیونکہ وہ شادی کو کیئریر کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ خیال کرتی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ شادی کے بعد بچے تو اس راہ میں بڑی رکاوٹ بن جائیں گے۔ اس لیے وہ شادی یا بچے پیدا کرنے کے بجائے مال و دولت کے حصول کو ترجیح دیتی ہیں۔ مغربی معاشرہ انھیں کامیاب کیئریر اختیار کرنے کا مشورہ دیتا ہے۔ بدقسمتی سے مغربی معاشرہ ایسی خواتین کو مالی فوائد سے نوازتا ہے جو کیئریر کی فکر کرتی ہیں۔ انھیں طرح طرح کی دنیاوی لالچ دی جاتی ہے تاکہ عورت گھر میں رہنے سے باہر نکلنے کو ترجیح دے اور گھروں میں رہنے والی عورتوں کو مالی فوائد سے محروم رکھتا ہے تاکہ وہ بھی آزادی کے ساتھ گھر سے باہر نکلیں اور اپنا کیئریر بہتر بنائیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مثالی معاشرے کے قیام کے لیے مردوں کے ساتھ عورتوں کے اوصاف ذکر کیے ہیں تاکہ عورت ان اوصاف سے متصف ہو کر کامیاب معاشرتی زندگی گزارے۔ قرآن مجید میں بیان کیے جانے والے اوصاف عالم اسلام کی خواتین کے لیے ایک آئینہ کی حیثیت رکھتے ہیں جس کی روشنی میں عورتیں اپنا محاسبہ کریں، خاندانی نظام کی بنیادیں قرآن وسنت کی تعلیمات پر استوار کریں۔ اپنی شخصیت کو اس کے رنگ میں ڈھالیں، اسلامی اخلاق وکردار سے مزین ہوں۔ قرآنی خواتین کے چند اہم اوصاف درج ذیل ہیں:۔

1۔ اطاعت الٰہی

مسلم خاتون کا پہلا وصف یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی اطاعت کرتی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کی بات کو ماننے میں بظاہر اسے کتنی ہی دشواری کا سامنا ہو ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سیدنا موسیٰ کے تحفظ کے لیے جس شخصیت کو منتخب فرمایا، وہ ان کی والدہ([7]) محترمہ تھیں اور ان کے دل میں ڈالا کہ جب وہ محسوس کرے کہ فرعونی اس کے بیٹے کو قتل کر دیں گے تو اسے پانی میں ڈال دے کیونکہ فرعون نے بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ سب انبیاے کرام سے زیادہ آیا ہے۔ تقریباً 30 سے زیادہ سورتوں میں ان کے واقعات کا تذکرہ 124 مرتبہ قرآن مجید میں موجود ہے اس میں جہاں اور بہت ساری چیزوں کا علم ہوتا ہے، وہاں حضرت موسیٰ کی والدہ محترمہ کی اطاعت الٰہی اور فرمانبرداری بھی واضح ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

> وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ([8])
>
> (ہم نے ان کی ماں کو بتادیا کہ تم اس کو دودھ پلاتی رہو پھر جب تمہیں اس کی جان کے بارے میں خطرہ محسوس ہونے لگے تو تم اس کو دریا میں ڈال دینا اور اس بارہ نہ کوئی خوف رکھنا اور نہ اندیشہ یقینا ہم اسے واپس لے آئیں گے تمہارے پاس اور ہم اسے رسولوں میں سے بنانے والے ہیں)

اللہ تعالیٰ نے ام موسیٰ سے وعدہ کیا کہ فرعون کے ظلم وجبر، قتل وغارت گری سے بچانے کے لیے اسے دریائے نیل کی موجوں کی نظر کر دیں اور ہم آپ کے بیٹے کو نبی اور رسول بنا کر واپس کریں گے اور وقت کا فرعون ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ پھر یوں ہی ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نیل کی موجوں پر تیرے ہوئے فرعون کے محل میں پہنچ گئے۔ اسی محل میں جوان ہوئے، اسی

جگہ اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی اور فرعون جیسے ظالم انسان کو ہی دعوت حق دینے کے لیے آپ کو منتخب کیا گیا۔ قرآن مجید میں فرمان خداوندی ہے:

فَرَدَدْنَاهُ إِلَى أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ([9])

(پس ہم نے اس کی ماں کی طرف واپس پہنچایا، تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور آزردہ خاطر نہ ہو اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)

انسانی کردار سازی میں عورت کا کردار ہمیشہ سے ناقابل فراموش رہا ہے۔ کائنات میں کھلنے والے رنگ برنگے پھول اسی عورت ہی کے دم سے ہیں۔ عورت ہی کی تربیت، کردار سازی اور محنت سے معاشرے اصلاح یافتہ ہو جاتے ہیں۔ انبیائے کرام کی زندگیوں میں بھی عورتوں کے اوصاف حمیدہ کی مہک محسوس ہو رہی ہوتی ہے۔ انسانیت میں پائے جانے والے جملہ اچھے اور برے اوصاف عورتوں کی ہی تربیت کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی نسل سے انبیاء ورسل بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ فرعون اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے بنی اسرائیل کو قتل کرنا چاہتا تھا کہ ان میں نبی پیدا نہ ہو سکیں۔ فرعونی کارندے آلات قتل لے کر بنی اسرائیل کی بستیوں میں پھرتے اور بچوں کو ذبح کرتے۔ جب انھیں بوڑھوں کے مر جانے اور بچوں کے ذبح ہونے سے اندیشہ ہوا کہ اگر یہ سارے مر گئے تو ہماری خدمت کون کرے گا؟ تب انھوں نے ایک سال زندہ رکھنے اور دوسرے سال ذبح کا منصوبہ بنایا[10]۔

فرعونیوں کی تدبیر کو ناکارہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نیل کی موجوں کے حوالے کرنے کا حکم دیا، جسے ام موسیٰ نے بسر و چشم قبول کیا۔ انسان کی عظمت اسی میں ہے کہ وہ اپنے رب کے حکم کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے والا ہو۔ شیخ احمد سرہندیؒ نے یہی بات عصر حاضر کے صوفیائے کرام کو بتائی اور رب کی محبت اور فلاح دارین کے لیے اتباع خدا اور رسول کو لازم قرار دیا۔ شیخ مجدد الف ثانی نے خواجہ جہاں کی طرف مکتوب لکھا:

”یہ سب کچھ بلکہ رُوح اور سِرّ اور خفی کے اور اخفیٰ کے تمام کمالات اللہ تعالیٰ، حضرت سیّد المُرسلین ﷺ کی مطابعت اور ان کے خلفائے راشدین کی تابعداری پر وابستہ ہیں[11]۔

حضرت موسیٰ کی والدہ نے جس انداز میں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کی، اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اولاد کا قتل ہو جانا یا دریا برد ہو جانا برابر ہے، مگر سیدنا موسیٰ کی والدہ کا رب پر کامل یقین تھا کہ انھوں نے رب کی اطاعت میں تامل نہیں کیا اور بیٹے کو موجوں کے سپرد کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند کو امت کا نبی بنا کر واپس لیا۔

2۔ شوہر کی خدمت اور اطاعت گزاری

عورت کا دوسرا اہم وصف شوہر کی خدمت اور اطاعت گزاری ہے۔ قرآنی خواتین اسی وصف کی حامل نظر آتی ہیں۔ قرآن مجید نے سیدنا ایوب کی بیماری کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ ابتداءً بہت مالدار تھے۔ کافی سارے نوکر، زمینیں اور مال واسباب تھا۔ پھر ابتلاء اور آزمائش آئی اور نہ صرف یہ سب کچھ ختم ہو گیا، بلکہ بیماری نے مستقل ڈیرے ڈال لیے۔ بیماری بڑھتے ہی دوست احباب، رشتہ دار سوائے بیوی کے ساتھ چھوڑ گئے۔ اہل ایمان کے گناہوں کو ختم کرنے یا درجات کو بلند کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ انھیں بیماریوں میں مبتلا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سیدنا ایوب علیہ السلام بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بیماری کے ذریعے آزمایا، مگر استقامت کا کوہ گراں بنے رہے۔ آپ نے زندگی کا زیادہ تر حصہ بیماری میں گزارا مگر اس دوران اپنی زبان پر کلمہ شکایت نہ لائے۔ فرمان خداوندی ہے:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ([12])

(اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کر، جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے)

حضرت ایوب کا صبر تاریخ اسلام میں ضرب المثل بن گیا، کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کی، کئی سال بیماری میں مبتلا رہے حتیٰ کہ صرف ایک بیوی ان کے ساتھ رہ گئی جو صبح شام ان کی خدمت کرتی، کام کر کے کفالت رزق کا بندوبست کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کو آزمائش میں مبتلا کیا اور ساتھ ہی صبر واستقامت عطا فرمائی تھی۔ آپ کی بیماری کے زمانہ میں جملہ اسباب وسائل ختم ہو گئے، بھیڑ بکریاں، مال واسباب سب ختم، رشتہ دار چھوڑ گے۔ ایسے وقت میں سوائے بیوی کے ان کا ساتھ دینے والا کوئی نہ تھا۔ وہ ایک اطاعت شعار بیوی تھی، جس نے ابتداء سے انتہاء تک شوہر کا ساتھ نبھایا۔ ان کی بیوی کا یہ ایثار عصر حاضر کی عورتوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ جب ایوب علیہ السلام نے صبر کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے امراض سے نجات کے لیے غسل کا حکم

ارشاد فرمایا: فرمان خداوندی ہے: اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ [13] (اپنا پاؤں مارو، یہ نہانے کا ٹھنڈا اور پینے کا پانی ہے)۔

زمین پر پاوں مارتے ہی چشمہ جاری ہو گیا۔ اس کے پانی پینے سے اندرونی بیماریاں اور غسل کرنے سے ظاہری بیماریاں دور ہو گئی۔ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: جب بیوی دیر سے پہنچی تو دیکھا۔ تو وہ صحت مند شوہر کو دیکھ کر نہ پہنچان سکی۔ انھوں نے کہا کہ میں وہی ہوں اللہ نے مجھے شفا دیدی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے انھیں شفادی تو سونے کی ٹڈیوں کی طرح ان پر بارش برسائی۔ آپ اپنے ہاتھ سے لیکر انھیں کپڑوں پر ڈالنے لگے۔ کہا گیا کہ کیا آپ ابھی تک سیر نہیں ہوے۔ فرمایا آپ کی رحمت سے کون سیر ہو سکتا ہے [14]۔

مروی ہے کہ ایک حکیم نے زوجہ ایوب کو بتایا تھا کہ میں آپ کے شوہر کو دواء دوں گا جس سے شفا ہو گی، البتہ آپ کو یہ کہنا ہو گا کہ حکیم نے شفا دی ہے۔ جب حضرت ایوب علیہ السلام کو پتہ چلا تو انھوں نے قسم کھائی کہ وہ انھیں سو کوڑے ماریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عقدے کو حل کرنے کے لیے حیلہ بتایا کہ جھاڑو کے تنکے لو اور ان سے بیوی کو مارو، تاکہ تمہاری قسم بھی پوری ہو جاے اور مسلہ بھی حل ہو۔

سیدنا یوسف کی والدہ کی اطاعت گزاری

بیوی کی اطاعت کا صحیح ادراک اس وقت کیا جا سکتا ہے جب شوہر بیماری میں مبتلا ہو جائے یا معاشی تنگی کا شکار ہو جائے۔ شوہر کی صحت مندی اور مالداری کے وقت تو بیویاں مطیع اور فرمانبردار ہی ہوا کرتی ہیں۔ جس طرح ایوب علیہ السلام کی بیوی نے بیماری میں ساتھ دیا۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ نے شوہر کی غربت اور معاشی تنگی کے وقت ان کا ساتھ دیا۔ اسی وجہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کو چاند اور سورج سے تعبیر کر کے نسل انسانی کے لیے ان کے کردار کو مشعل راہ بنایا۔ قرآن مجید نے قصہ یوسف کو احسن القصص سے اسی لیے تعبیر کیا کہ یہ خاندان آزمائشوں سے نکلتا ہوا مصر کے تخت کا وارث بنا دیا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا گمنامی سے جیل اور پھر اقتدار تک کا سفر یقینا ایک سبق آموز واقعہ ہے اور ایک مسلمان کو اس کی اتباع اور تقلید کی ضرورت ہے۔ اس سفر میں حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کا کردار بھی کسی سے مخفی نہیں کیونکہ انھوں نے بیٹے کی جدائی کے صدمے کے پیش نظر ہمت نہیں ہاری بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شکر بجالاتی رہیں۔ تا آنکہ اللہ نے انھیں بیٹے سے

ملادیا۔ دنیا دارالامتحان ہے، اس میں ہر فرد آزمائشوں سے گزر رہا ہے۔ اللہ کے نیک بندے زیادہ آزمائشوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ فرمان نبوی ہے:

مَا يَزَالُ البَلَاءُ بِالمُؤْمِنِ وَالمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ.([15])

(مومن مرد اور عورت ہمیشہ اپنی جان، اولاد اور مال میں آزمائش کا شکار رہتے ہیں، حتی کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتے ہیں اور ان پر کوئی گناہ نہیں ہوتا)۔

3۔ صبر واستقامت

ماں کے دل میں اولاد کی بے پناہ محبت ہوتی ہے۔ جب اولاد بیمار ہوتی ہے تو ماں جاگ کر راتیں گزارتی ہے، اولاد کے لیے بھوک ، پیاس، غربت، افلاس الغرض ہر مصیبت برداشت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کو یہ حوصلہ دیا تھا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی جدائی کو برداشت کیا۔ حکم خداوندی کو پورا کرنے میں بیٹے کی جدائی آڑ نہ بن سکی۔ مردوں میں اولاد کی قربانی کا اعزاز سیدنا ابراہیم علیہ السلام جبکہ خواتین میں اولاد کی قربانی کا اعزاز ام موسیٰ کو جاتا ہے جہاں انھوں نے اپنے بیٹے کو نیل کی موجوں کے سپرد کر کے اپنے آپ کو ہمیشہ کے لیے امر کر دیا۔ سید مودودی لکھتے ہیں:

"بائبل کا بیان ہے کہ پیدائش کے بعد تین مہینے تک والدہ نے چھپائے رکھا۔ تالمود اس میں اضافہ کرتی ہے کہ انھوں نے جاسوس عورتیں چھوڑ رکھی تھیں، وہ اپنے بچوں کو لیکر گھروں میں جاتی، انھیں رلاتی تاکہ وہ بچے جو لوگوں نے چھپائے ہوں، وہ سن کر رونے لگیں۔ اس نئے طرز جاسوسی پر حضرت موسی کی والدہ پریشان ہوں گئی اور بچے کو دریائے نیل میں ڈال دیا"([16])

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی عظیم قربانی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والی مسلم عورتوں کو درس دیا کہ راہ خداوندی میں اولاد جیسی قیمتی نعمت کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں بلکہ صبر واستقامت سے اس کے حکم کو تسلیم کریں۔

4۔ فہم وفراست

عورت کی ایک صفت فہم وفراست ہے جس کے ذریعے وہ بڑے بڑے کام سرانجام دیے سکتی ہے۔ قرآنی خواتین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن([17]) کا تذکرہ موجود ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فہم وفراست کا وصف عطا فرمایا تھا۔ وہ اپنے گھر سے بھائی کے

صندوق کے ساتھ چلتی ہوئی فرعون کے محل تک پہنچی، لیکن یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ موسیٰ کی بہن ہے اور صندوق کا پیچھا کرتی آئی ہے پھر والدہ تک جس دانشمندی سے انھوں نے بھائی کو لوٹایا، یہ ان کی فراست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اخت موسیٰ ایک موحدہ، عابدہ، عقل منداور دانا، صاحب الرائے خاتون تھیں۔ قرآن مجید نے ان کی فراست کو یوں بیان کیا:

إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى مَنْ يَكْفُلُهُ فَرَجَعْنَاكَ إِلَى أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَى قَدَرٍ يَا مُوسَى ([18])

(یاد کر) جب تیری بہن چل رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ اگر تم کہو تو میں بتادوں جو اس کی نگہبانی کرے اس تدبیر سے ہم نے تجھے تیری ماں کے پاس پہنچایا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمگین نہ ہو، اور تو نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا اس پر بھی ہم نے تمہیں غم سے بچا لیا، غرض ہم نے تجھے اچھی طرح آزما لیا ۔ پھر تو کئی سال تک مدین کے لوگوں میں ٹھہرا رہا پھر تقدیر الٰہی کے مطابق اے موسیٰ! تو آیا۔

سید مودودیؒ نے اخت موسیٰ کا نام مریم قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"اسرائیلی والدین کے ہاں بچہ پیدا ہوا، جس کو دنیا میں موسیٰ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ بائبل اور تلمود کے مطابق یہ خاندان یعقوب علیہ السلام کے بیٹے لاوی کی اولاد سے تھا۔ حضرت موسیٰ کے والد کا نام عمرام بتایا گیا ہے، جسے قرآن نے عمران سے پکارا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے دو بچے ہو چکے تھے، سب سے بڑی بیٹی تھی جس کا نام مریم تھا، ان سے چھوٹے بھائی ہارون، اور ان سے چھوٹے حضرت موسیٰ تھے"([19])

اخت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق سید مودودیؒ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"اسرائیلی روایات کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس وقت عمر دس سے بارہ سال تھی۔ ان کی ذہانت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ انھوں نے بڑی ہوشیاری سے بھائی کا پیچھا کیا اور یہ پتہ چلایا کہ وہ فرعون کے محل میں پہنچ چکے ہیں"([20])

ملکہ سبا کی فراست و دانائی

اللہ تعالیٰ نے ملکہ سبا[21] کو مشرکہ عورت ہونے کے باوجود فراست اور عقل مندی سے نوازا تھا۔ اس کی عقل مندی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب حضرت سلیمان نے ان کے تخت کو منگوایا، پھر اس میں ردوبدل کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا یہ تخت آپ کا نہیں؟۔ اس نے عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تھا: یہ بالکل ویسا ہی لگتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ([22])

(پھر جب وہ آگئی تو اس سے کہا گیا کہ ایسا ہی تیرا تخت ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ گویا وہی ہے ہمیں اس سے پہلے ہی علم دیا گیا تھا اور ہم مسلمان تھے)

ردوبدل سے چونکہ اس کی شکل وصورت میں کچھ تبدیلی آگئی تھی، اس لئے اس نے صاف الفاظ میں اپنے ہونے کا اقرار بھی نہیں کیا اور اپنے ہونے کی نفی بھی نہیں کی بلکہ یہ کہا' گویا یہ وہی ہے' اس میں اقرار ہے نہ نفی۔ یعنی یہاں آنے سے قبل ہی ہم سمجھ گئے تھے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور آپ کے مطیع ومنقاد ہو گئے تھے۔

بنت شعیب کی فراست اور اظہار حقیقت

قرآن نے حضرت صفورا[23] کے متعلق واضح کیا ہے کہ وہ ایک معاملہ فہم اور ذہین خاتون تھیں۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام ان کے والد کے سامنے پہنچے تو انھوں نے والد کے سامنے قسم اٹھاکر مودبانہ گزارش کی کہ آپ انھیں اجرت پر رکھ لیں۔ کیونکہ ان کے ہاں کام کرنے کے لیے کوئی مرد نہ تھا۔ مردوں کے ساتھ بکریاں چرایا، پانی پلانی آسان نہ تھا۔ حضرت شعیب بڑھاپے کی وجہ سے اس بات پر قادر نہ تھے۔ تب اللہ تعالی نے ان کے دل میں یہ ڈالا کہ وہ ان کے اجرت پر رکھنے کے لیے والد کو تجویز دیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس تجویز کو یوں نقل کیا ہے:

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ؗ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ([24])

(ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ ابا جی! آپ انھیں مزدوری پر رکھ لیجئے، کیونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانتدار ہو)

حضرت موسیٰ جلیل القدر نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں بے پناہ اوصاف ودیعت کررکھے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے کمالات اور اوصاف کا اظہار ایسے خاتون کی زبان سے اس وقت کروادیا جب وہ انھیں صحیح طرح جانتی بھی نہ تھی۔ کیونکہ انھوں نے والد کے سامنے برملا اظہار بھی کردیا کہ اس آدمی کو اجرت پر رکھیں جو طاقت ور اور امانتدار بھی ہو(25)

بعض مفسرین نے لکھاہے کہ باپ نے بیٹیوں سے پوچھا تمہیں کس طرح معلوم ہے کہ یہ طاقتور اور ایمان دار ہے، جس پر بیٹیوں نے بتلایا کہ جس کنویں سے پانی پلایا، اس پر اتنا بھاری پتھر رکھاہوتاہے کہ اسے اٹھانے کے لئے دس آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ہم نے دیکھا کہ اس شخص نے وہ پتھر اکیلے اٹھایا اور پھر رکھ دیا اسی طرح جب میں اس کو بلا کر ساتھ لا رہی تھی، چونکہ راستے کا علم مجھے ہی تھا، میں آگے آگے چل رہی تھی اور یہ پیچھے لیکن ہوا سے میری چادر اڑ جاتی تھی تو اس شخص نے کہا تو پیچھے چل، میں آگے آگے چلتاہوں تاکہ میری نگاہ تیرے جسم کے کسی حصے پر نہ پڑے۔ راستے کی نشان دہی کے لئے پیچھے سے پتھر کی کنکری ماردیا کر(26)

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ قرآنی خواتین جس انسان میں جو خاصیت دیکھتی تھیں، بیان کردیتی تھیں تاکہ آنے والے لوگ ان آدمی کے بارے میں جہالت میں نہ رہیں اور معاملہ کرنے میں ان پر کوئی چیز مخفی نہ رہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: آپ نے فرمایا: تین لوگ معاملہ فہم دیکھے گئے۔

1. عزیز مصر: جس نے بیوی سے کہا تھا کہ اس لڑکے کا خیال رکھنا۔
2. حضرت صفورا، جس نے موسیٰ علیہ السلام کو اجرت پر رکھنے کا مشورہ دیا، جس کو اجرت پر رکھنا ہو، وہ امانتدار اور قوی ہونا چاہیے۔
3. حضرت ابو بکر صدیق، جب انھوں نے سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔

5۔ شرم وحیا

حیا کے معنیٰ "شرمانا، ڈرنا، جھجکنا" کے آتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لاَ يَسْتَحْيِي أَن يَضْرِبَ مَثَلاً مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا﴾ (27)

(بے شک اللہ تعالیٰ کسی بھی مثال کے بیان کو ترک نہیں کرتا خواہ مچھر کی مثال ہو یا اس سے بھی زیادہ حقیر چیز کی)

شرم وحیا قرآنی خواتین کا زیور تھا، اور یہی موجودہ مسلم خاتون کی بھی زینت ہے۔ اس کے بغیر عورت نامکمل اور ادھوری ہے۔ عصر حاضر میں بے حیائی کے سیل رواں میں عورت اپنی عزت کھوتی جارہی ہے۔ بے حیائی کے فروغ سے معاشرے حیوانوں کے جنگل بنتے جارہے ہیں، جبکہ قرآن وسنت مسلمان خواتین کو حیا کی تبلیغ کرتا ہے۔ حیادار قرآنی خواتین میں حضرت صفورا وقت کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی اور ان کی صحبت سے فیض یافتہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں دیگر اوصاف کے ساتھ حیا کا لباس بھی عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس قدر یہ نعمت دی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ قرآن مجید میں کرتے ہوئے مسلم خواتین کو ترغیب دی ہے کہ وہ بھی حیا کے اس لباس کو لازمی طور پر اوڑھے رکھیں۔ مفسر ابن کثیر نے کہا ہے کہ وہ اپنی چادر کے کنارے سے اپنا منہ چھپائے ہوئے آئیں۔ نہایت باوقار انداز میں اپنے والد کا پیغام موسیٰ علیہ السلام کو سنایا کہ وہ آپ کو طلب کررہے ہیں تاکہ آپ نے ہمارے جانوروں کو جو پانی پلایا، اس کی اجرت آپ کو دیں۔

حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام جلیل القدر پیغمبر ہیں جو حضرت ابراہیم کی نسل سے تیسرے وہ پیغمبر ہیں جن کا نام قرآن مجید میں مذکور ہے۔ سورۃ اعراف، سورۃ ہود، سورت شعراء میں ہے کہ وہ نوح علیہ السلام، صالح علیہ السلام، لوط علیہ السلام کے بعد پیغمبری کے لیے منتخب کیے گئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مدین شہر ([28])اور اصحاب الایکہ ([29])کی جانب نبی بناکر بھیجا تھا۔ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کے سسر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں گیارہ مرتبہ آپ کا تذکرہ فرمایا ہے جبکہ تقریباً چالیس سے زائد مقامات پر آپ کا اشارۃ تذکرہ موجود ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام درخت کے سایے میں بیٹھ کر نصرت خداوندی کے منتظر تھے کہ یہ دونوں بہنیں سرعت کے ساتھ جانوروں کو پانی پلاکر جلدی سے گھر لوٹ گئیں۔ سیدنا شعیب علیہ السلام نے خلاف عادت دیکھا کہ ایسا کیا ہوگیا کہ آج یہ جلد لوٹ آئی ہیں۔ سوال پر بیٹیوں نے واقعہ سنایا، تب حضرت شعیب علیہ السلام نے انھیں بھیجا کہ وہ حضرت موسیٰ کو بلا کر لائیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَي اسْتِحْيَآءٍ [30]

(اتنے میں ان دونوں عورتوں میں سے ایک ان کی طرف شرم وحیا[31] سے چلتی ہوئی آئی)

شرم وحیا عورت کا اصل زیور ہے اور مردوں کی طرح حیاء و حجاب سے بے نیازی اور آوارگی عورت کے لئے شرعاً ناپسندیدہ ہے۔ حیا بھی ایمان کا حصہ ہے۔ حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شعبة، أَفْضَلُهَا لَا إِلَهَ إِلَّا

اللَّهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْعَظْمِ عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ[32] ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں، ان میں سے افضل لا الہ الا اللہ کہنا اور ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے، اور حیا ایمان کا حصہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَع مَا شِئْتَ" [33] جب تجھ میں حیاء نہیں تو جو تیرا جی چاہے کر) آپ ﷺ نے فرمایا: "لِكُلِّ دِيْنِ خُلِقَ وَخُلِقَ الإِسْلَامُ الْحيَاءُ" [34] ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اسلام کا اخلاق حیاء ہے۔ مودودیؒ لکھتے ہیں: "یہ لوگ صرف لباس کو زینت، موسمی اثرات سے بچاؤ کے لیے استعمال کرتے تھے، اس کی سب سے بڑی غرض قابل شرم حصوں کی پردہ پوشی انکے نزدیک اہمیت نہ رکھتی تھی" [35]

6۔ دیانتداری

عورت کا ایک وصف دیانتداری ہے، جس طرح سیدہ صفورا نے دیانتدارانہ انداز میں اس پیغام کی اصل وجہ بھی بیان کر دی کہ آپ کا ذہن ادھر ادھر نہ جائے۔ وہ وجہ حضرت شعیب علیہ السلام کا انھیں اجرت عطا کرنا تھا۔ اور والد کا پیغام جامع الفاظ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچایا۔ جو آپ کی تربیت اور کردار کے حسن کا عکاس ہے۔ پھر نہایت ادب کے ساتھ والد کی طرف جانے کی دعوت دی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کو ایک اولوالعزم [36] پیغمبر کی بیوی ہونے کا شرف عطا فرمانا تھا۔

7۔ پختہ ایمانی جذبہ

حضرت آسیہ [37] ان خوش نصیب خواتین میں سے ہیں جن کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا تھا۔ اسی وجہ سے بچپن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جان فرعون سے بچائی تھی۔ فتح الباری میں ابن حجر عسقلانی نے لکھا:

> "حضرت آسیہ نے دنیا کی ساری آسائشوں کو چھوڑا، تکالیف، پریشانیوں کے مقابلے میں قتل ہونا گوارہ کر لیا کیونکہ انھوں نے دریا سے نکالتے وقت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا تھا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے" [38]

8۔ بھلائی کے کام میں مشورہ دینے والی

قرآنی خواتین کا ایک وصف یہ ہے کہ وہ خیر اور بھلائی کے کاموں میں مشورہ دینے والی ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت صفورا نے جب کسی مسلے کو صحیح سمجھا، تو اس کے کرنے کا والد کو مشورہ دیا۔ یقیناً یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی تربیت کا اثر تھا۔ کہ انھوں نے بیٹی کو کسی بھی صورت میں مشورہ دینے سے دور نہیں رکھا اور نہ ہی بیٹی کو اس کے معاملے میں کسی قسم کی کوئی ہچکچاہٹ ہوئی۔ معلوم

ہوا کہ جب اچھا کام ہو تو اولاد کا فرض ہے کہ وہ والدین کو مشورہ ضرور دیں کیونکہ ساری باتیں ایک دماغ میں آنا کوئی ضروری نہیں۔ بلکہ اچھے کام کا مشورہ ہر کوئی دے سکتا ہے۔

9۔ پاک دامنی

حضرت عمران کی بیوی، سیدہ مریم[39] کی والدہ نے نذر مانی کہ ان کے ہاں جو بچہ پیدا ہو گا، اسے بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گی۔ جب بیٹی کی مریم کی ولادت ہوئی تو والدہ بیت المقدس لے کر گی اور نذر کا تذکرہ سیدنا زکریا علیہ السلام سے کیا۔ انھوں نے سیدہ مریم کی خدمت اپنے سر لی۔ حضرت زکریا دیکھ بحال کرتے۔ ایک مرتبہ سیدہ مریم کے پاس بے موسم پھل دیکھے۔ اس پر حضرت مریم سے دریافت کرنے پر جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ انھیں یہ پھل دے رہا ہے۔ اس پر حضرت زکریا نے جب بے موسم پھل دیکھے تو ان کو اولاد کی دعا تمنا ہوئی کہ وہ اللہ جو مریم کو بے موسم پھل دینے پر قادر ہے، وہ مجھے بھی بڑھاپے میں اولاد عطا کرے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت یحیٰی کی ولادت فرمائی۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ ([40])(اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم کو بہترین طریقے سے اس عمل کے لیے قبول فرمالیا تھا)۔ سیدہ مریم کا اعزاز ہے کہ انھوں نے نوری مخلوق کے ساتھ مکالمہ کیا۔ ان کے خیالات کو سنا۔ اس کی پاکدامنی کا ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے انسانوں سے رب کی پناہ مانگی اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔ مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

> "جب مریم سن رشد کو پہنچ گئیں، اور بیت المقدس کی عبادت گاہ ہیکل میں داخل کر دی گئیں، تو ذکر الٰہی میں مشغول رہنے لگیں۔ حضرت زکریا جن کی تربیت میں دی گئی تھیں، غالباً رشتے میں ان کے خالو لگتے تھے اور ہیکل کے مجاوروں میں سے تھے، یہ وہ زکریا نہیں جو نبی ہیں، جن کے قتل کا ذکر بائبل کے پرانے عہدنامے میں موجود ہے"([41])

اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم کو پاکیزگی کی دولت سے نوازا تھا۔ آپ کی پاکیزگی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ معصوم بچے نے آپ کی پاکی کی گواہی دی۔ یقیناً آپ کا پاکیزہ کردار مسلم خواتین کے لیے مشعل راہ ہے۔ جب سیدہ مریم بستی میں آئیں تو قوم نے ان پر طعنہ زنی شروع کی کہ تمہاری ماں بدکارہ عورت نہ تھی۔ اس پر حضرت مریم علیہا السلام خاموش رہیں اور اشارہ کیا کہ بچے سے پوچھو۔ اس پر قوم نے کہا چھوٹا بچہ کیسے کلام کر سکتا ہے۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: **قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ**

الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ (42)(بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اپنا پیغمبر بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے۔ جہاں بھی میں ہوں)

مولانا اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

> "تصور کیجیے کہ ایک پاکیزہ گھرانے کی پاکیزہ، عفیفہ عورت جب اس نے اپنے گمان کے مطابق اپنی رسوائی کا سامان اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو گا۔ یہ فقرہ ان کے اندرونی احساسات کی بالکل صحیح تعبیر ہے کہ جب انھوں نے فرمایا: کاش اس سے پہلے میں مر گئی ہوتی۔ صرف مرنا نہیں بلکہ لوگوں کے حافظے سے میری یاد بھی مٹ چکی ہوتی۔ تو مریم علیہ السلام کا غم اس حد تک بڑھ گیا تھا کہ وہ زندگی سے زیادہ موت کو ترجیح دیے رہی تھیں "(43)

سیدہ سارہ کی پاکیزگی اور طہارت

حضرت سیدہ سارہ[44] علیہا السلام کی پارسائی اور پاکدامنی کا یہ عالم تھا کہ کھڑے لفظوں میں دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور ظالم بادشاہ کو ناپاک ارادوں میں ناکام کیا۔ ظالم بادشاہ لاعلاج مرض میں مبتلا ہو گیا۔ بادشاہ کو محسوس ہو گیا کہ یہ کوئی اللہ کی ولیہ عورت ہے۔ میں اگر برائی کا ارادہ کرتا ہوں تو فوراً مرض میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔ وہ بادشاہ جو حضرت سارہ علیہا السلام کی عزت تار تار کرنے کا مکروہ ارادہ رکھتا تھا، وہ ان کے سامنے مجبور محض ہو کر دعا کی درخواست کرنے لگا۔ اور مرض سے شفایابی کے لیے التجا کرتا رہا۔

10۔ اولاد کی جدائی پر صبر واستقامت

والدین کی زندگی میں اولاد کا فوت ہو جانا اور اس پر والدین کا جزع فزع کرنا، چیخ وپکار کرنا، آہ وبکا کرنا ایک روایتی عمل ہے۔ قرآنی خواتین کی سیرت سے ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ مسلمان اپنی اولاد کی جدائی کے صدمے پر صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ انسانی زندگی خوشیوں کے ساتھ مصائب وآلام کا مجموعہ ہے۔ یہاں غمی بھی ہے اور خوشی بھی، نعمت بھی ہے اور نعمت سے محرومی بھی۔ خوش قسمتی بھی ہے اور بدقسمتی بھی۔ اللہ تعالیٰ نے ام یوسف (45) کو بیٹے کی جدائی اور غربت مسلط کر کے آزمایا۔ مگر آپ نے صبر اور شکر گزاری سے اللہ تعالي کی حمد وثنا کو جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لیے وعدہ پورا کرتے ہوئے فرمایا:

أُولَئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا (46)

(یہی ہیں وہ لوگ جن کو جنت کی وہ منزل بلند نصیب ہو گی اس لیے کہ انہوں نے زندگی بھر راہ حق پر صبر واستقامت سے کام لیا ان کا وہاں پر دعاو سلام سے استقبال کیا جائے گا)

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ سخت قسم کی تنگی اور پریشانیوں کے بعد آسانی ضرور لاتا ہے۔ ام یوسف پر آزمائشوں کے ڈھیر لگ گے تھے۔ مالی تنگی نے ان کا گھیر اوکیا، اس موقع پر بھی آپ نے صبر کا دامن نہ چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہی التجا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے سخت حالات کو آسانیوں میں تبدیل کرے۔

نتائج بحث

قرآن وسنت کی روشنی میں معاشرے کی کامیاب عورت کے اوصاف حسب ذیل ہیں:

1. اطاعت الٰہی، شوہر کی خدمت گزاری وفرمانبرداری، بھلائی کے کاموں میں مشورہ دینا، شرم وحیاء کا امین ہونا، سچ بولنا، صبر کرنے کرنا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، عزت کی حفاظت کرنے والی ہو قرآنی معاشرہ عورتوں کو عزت اور اکرم سے نوازتا رہے، اسی وجہ سے "سورۃ النسا" کے نام سے پوری سورہ موجود ہے جو عورتوں کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔
2. سیکولرازم کا الزام ہے کہ اسلام نے عورت سے آزادی سلب کرلی ہے، حالانکہ حیاداری، شوہر کی خدمت، فہم وفراست اور معاملہ فہمی جیسے اوصاف کی حامل خواتین کا تذکرہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اس لیے ایسے بے بنیاد پروپیگنڈے کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔ قدیم تہذیبوں میں عورت پر نحوست، معصیت، شیطان کی ایجنٹی جیسے الزامات لگائے گئے تھے لیکن عورت کی حیثیت اور مقام ومرتبے کے تعین میں اسلام نے باقی مذاہب کو بالکل پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ آج کا نام نہاد ترقی یافتہ طبقہ اس حقیقت کا ادراک کرچکا ہے اور اسلام سے زیادہ کوئی مذہب عورت کو حقوق نہیں دیتا۔
3. کیئریر کو بہتر بنانے کے نام پر عورت کو گھر سے نکال کر بازاروں کی زینت بنانے والا مغربی معاشرہ اضطراب کا شکار ہے۔ فل ٹائم مادر نامی تنظیمیں کام کرتے ہوئے گھریلو خواتین کی ذہن سازی کرتی ہیں کہ وہ گھر سے باہر نکلیں اور ان کی مالی امداد بھی کی جاتی ہے۔ جبکہ ان عورتوں کو مالی فوائد سے محروم رکھا جاتا ہے، جو اپنے گھر میں رہنے کو ترجیح دیتی ہیں۔
4. عیسائیت میں عورت سراپا فتنہ سمجھی جاتی تھی۔ عیسائی راہب عورت کے سائے سے بھی بھاگتے تھے۔ یہاں تک کہ ماں کے چہرے پر نظر ڈالنا معصیت سمجھا جاتا تھا۔ رہبانیت عورت کی نفرت پر مبنی ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے عورت کو قانونی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی تشخص عطا کیا۔ ملکیت میں تصرف کا اختیار دیا۔

5. لباس کا اتر نا حیا کی کمی کی دلیل ہے۔ لباس کا مقصد جسم کو سردی یا گرمی سے بچانا نہیں بلکہ ستر چھپانا ہے۔ ایسے حالات میں مسلم خواتین کی بے حجابی شرم وحیا کے فقدان کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید نے قرن اول کی عورتوں کے احوال ذکر کر کے مسلم خواتین کی راہنمائی فرمائی ہے کہ اگر آج کی عورت اپنے اندر اوصاف کو پیدا کرے تو اسے بھی معاشرتی مقام حاصل ہو سکتا ہے اور وہ بھی مسلم خواتین کی طرح تاریخ کے اوراق میں زندہ رہ سکتی ہے۔

6. مسلم خواتین اگر حقیقی کامیابی حاصل کرنا چاہتی ہے تو وہ آزادی کے خوشنما نعرے لگا کر فحاشی اور عریانی پھیلانے کے بجائے قرآنی خواتین کے اوصاف کی تقلید کریں۔ ارباب اقتدار کی طرف سے نصاب تعلیم سے غیر سنجیدہ اور اخلاق باختہ مواد نکالا جائے، حیا سوز غیر اخلاقی ڈرامہ کی جگہ اسلامی علوم وفنون پر مبنی پروگرامز دکھائے جائیں جن سے عوام الناس بالخصوص نوجوان نسل کی اخلاقی تربیت ہو سکے۔ بے حیائی کی تشہیر کرنے والی ویب سائٹس پر پابندی عائد کی جائے۔ بے حیائی کو فروغ دینے والے غیر اسلامی تہواروں پر پابندی عائد کرنی چاہیے جیسے ویلن ٹائن، ہولی وغیرہ، تاکہ مسلم خواتین میں بے راہ روی کم کی جا سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1]۔ الزحیلی، ڈاکٹر وہبہ، **التفسیر المنیر** (دمشق: دار الفکر المعاصر، 1418ھ)، 4:301۔

Al-Zuhaīlī, Dr. Waḥba, *Al-Tafsīr Al-Munīr*(Dimishq: Dār al-Fikar al-Mu'āṣir, 1418 AH), 4: 301.

[2]۔ علی جمعہ محمد، **المرأة بين إنصاف الإسلام وشبهات الاخر** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1408ھ)، 12:435۔

'Ali Jum'a Muḥammad, *Al. Ma'tu bain Inṣaf al islālm wa Shubḥāt al ākhar* (Baīrūt: Dār Ihya Al Turāth Al Arabī, 1408 AH), 12: 435.

[3]۔ رشید رضا، **تفسیر المنار** (مصر: الهئية المصرية، 1990)، 4:251۔

Rashīd Raḍa,*Tafsīr Al-Minār*(Miṣar:Al-haī'a Al-Miṣriya,1990),4:251.

[4]۔ النحل، 61:97

Al-Naḥl,61: 97.

[5]۔ آل عمران، 3 :195۔

Āl-'Imrān,3:195.

[6]۔ الانعام 6:153

Al-An'ām, 6: 153

[7]۔ اسماعیل حقی، **روح البیان** (بیروت: دار الفکر، 1987ء)، 6:382۔

Ism'āil Haqī, Rūḥ al-Bayān (Beīrūt: Dār al-Fikar, 1987), 6: 382.

[8]۔ القصص،720:28۔

Al-Qaṣaṣ,28:720.

[9]۔ القصص،13.20:28۔

Al-Qaṣaṣ,28:13.20.

[10]۔ السمرقندی، ابو اللیث، نصر بن محمد، **بحر العلوم**((دمشق: دار ابن کثیر، 452ھ)،394:2۔

Al-Smarqandī, Abū Al-Laīth, Nasr bin Muḥammad, *Baḥr al-Ulūm* (Damishiq: Dār Ibn e Kathīr, 452 AH), 1:1.

[11]۔ **مکتوب**:25، شیخ احمد سرہندیؒ، دفتر اوّل، ترجمہ ص،157

Maktob:25 ،Sẖaikh Aḥmd sarhindi, daftr Awal,tarjma,157

[12]۔ ص41:38

Saad 38: 41

[13]۔ ص42:38

Saad 38: 42

[14]۔ ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابو الفدا اسماعیل بن کثیر، **قصص الانبیاء**، ج4، ص34

Ibn-e-kaṯhir,Hāfiẓ Imāduldin, *Ibn-e-Kathir*,*Qasas ul Anbia*,4:34

[15]۔ محمد بن عیسی الترمذي، **سنن الترمذي**،(المتوفی:279ھ-)، باب کتاب الزھد، حدیث2399،

Muḥammad bin Esa Altirmḏi, *Sunen Altirmḏi*, (Almutwfi:279 h),Bāb kitāb ālzuhad, 2399

[16]۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، **تفہیم القرآن**، القصص، ج3، ص617

Modoodi, Syad Abul Alala , *Tafhim ul Qurān*, Alqṣaṣ , 3: 617

[17]۔ اخت موسیٰ کا نام "مریم بنت عمران تھا۔" علامہ ماوردیؒ نے ان کا نام "کلثمہ" جبکہ مورخ سہیلی "ام کلثوم" بتایا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کے متعلق یہ بات متفق علیہ ہے کہ وہ انتہائی فطین اور ذہین لڑکی تھیں۔ والدہ کی فرمانبر داری کرنے والی، بھائی سے قلبی لگاؤ رکھنے والی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کے محل میں پرورش، والدہ کی جانب لوٹانے میں کلیدی کردار اخت موسیٰ کا ہی ہے۔ ملاحظہ ہو: تدبر قرآن، امین احسن اصلاحی، ج5، ص46

Tadbur-e- Quran, Amin Aḥsan Iṣlāḥi, 5: 46

[18]۔ طٰہ 40:20

Taha 20: 40

[19]۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، **تفہیم القرآن**، ج3، ص416

Modoodi, Syad Abul Alala , *Tafhim ul Qurān*, 3:416

[20]۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، **تفہیم القرآن**، ج3، ص619

Modoodi, Syad Abul Alala , *Tafhim ul Qurān*,3:619

[21]۔ ملکہ سبا کا نام بلقیس بنت شراحبیل بن یعرب بن قحطان تھا۔ ان کا والد بادشاہ اور یمن کا مالک تھا، کفو نہ ہونے کی وجہ سے اس نے جنیہ ریحانہ بنت سکن سے شادی کی اس سے بلقیس پیدا ہوئی۔ حدیث میں ہے کہ بلقیس کے ماں باپ میں سے ایک جن ہے۔ جب والد فوت ہوا تو اس کا کوئی وارث

نہیں تھا۔ بلقیس نے حکمرانی کی خواہش کی۔ اکثر سرداروں نے انھیں ملکہ مانانہ ماننے والوں پر جبراً غلبہ کیا گیا۔ ملاحظہ ہو: غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن

Ghulām Rsool Saeedi, *Tibyān Alquran*

[22]۔ النمل27:42

Al-Namal 27:42

[23]۔ مورخین نے ان کا نام "صفورا اور لیا" لکھاہے، ابن اسحاق نے ان کا نام "صفورا اور شرقا" لکھاہے، وھب بن منبہ نے کہاہے کہ حضرت شعیب کی بڑی بیٹی سے حضرت موسیٰ نے نکاح کیا۔ اکثر اہل علم نے کہاہے کہ جس سے نکاح ہوا، وہ چھوٹی بیٹی تھی۔ بغوی نے حضرت ابوزر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر تم سے پوچھا جائے کہ موسیٰ علیہ السلام کا نکاح کس بیٹی سے ہوا تھا، تم کہہ دینا چھوٹی سے "ملاحظہ ہو ثناالله پانی پتی، تفسیری مظہری۔

Sana ul Allah Pani Patti, *Tafsir-e-Mazhri*,

[24]۔ القصص26:28

Al-Qaṣaṣ 26:28

[25]۔ سیوطی، جلال الدین، **الدر المنثور فی التفسیر الماثور**، ج6، ص410

Seuṭi , Jalāl ud Din, *Aldurr ul Manṯhor fi-āltfsir ālmānṯhor* ,6، :410

[26]۔ وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابو الفدا اسماعیل بن کثیر دمشقی، سورۃ القصص

Ibn-e-kaṯhir,Hāfiẓ Imāduldin, Ibn-e-Kathir,Al-*Qasas*

[27]- البقرہ26:2

Al-Baqrah 2:26

[28]۔ "مدین" یا "مدین شعیب" خلیج عقبہ کے مشرق میں ایک شہر ہے۔ شعیب علیہ السلام پہلے مدین میں رہائش پذیر تھے آپ نے مدین کے لوگوں کو شرک سے باز رہنے کی تلقین کی، لیکن انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور شعیب اور ان کے ساتھیوں کو مدین سے نکال دیا گیا۔ آپ نے انہیں بد دعا دی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں زلزلے کے عذاب میں گرفتار کیا اور اس طرح اس شہر اور وہاں رہنے والوں کا خاتمہ کر دیا۔

[29]۔ مدین کے قریب "ایکہ" نام کا شہر بھی تھا جو آج کل تبوک کے نام سے مشہور ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ ایکہ کے لوگ کفر و شرک میں مبتلا تھے اور شعیب علیہ السلام کی نصیحت کو قبول نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے 7 یا 9 دن تک ان کے شہر کو شدید گرم کیا اور پھر آگ کی بارش برسائی اور اس طرح سب ہلاک ہو گے۔

[30]۔ القصص25:28

Al-*Qasas 28:25*

[31]۔ حیاء وہ جذبہ ہے جو انسان کو اچھائیوں کو ابھارتا ہے اور برائیوں سے باز رکھتا ہے۔ جب حیاء کا تصور معاشرے سے رخصت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی موجودگی کا احساس بھی معدوم ہو جاتا ہے۔ حیاء کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ جس کے مطالب میں عاجزی خودداری، شرمیلے پن اور عزت وغیرہ سے لیا جاسکتا ہے۔ مومن کی زندگی میں حیاء ایک لازمی جزء ہے جس کے بغیر انسان کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔

[32]۔ أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل، **مسند الإمام أحمد بن حنبل**، (المتوفى: 241ھ-) باب الحیاء شعبۃ من الایمان، حدیث 9361

Abu Abdullah Aḥmad bin Hanbal, *Musnd Al-imām Ahmad Ibn-e-Aḥmad*, (Almutwffi:241 :h) Bāb ālḥiāt' šhubt min Alemāan, 9361

[33] - أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل، **مسند الإمام أحمد بن حنبل**، ص ۲۳۳

Abu Abdullah Aḥmad bin Hanbal, *Musnd Al-imām Ahmad Ibn-e-Aḥmad*,233

[34] - محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ**، ص ۳۰۲

Muhammad Bin Yazeed , *Sunen Ibn-e- Maja*, ,302

[35]۔ ایضا محولہ بالا ج2، ص18

Sunen Ibn-e- Maja,Muhammad Bin Yazeed, 2:18

[36]۔ اولو العزم پیغمبر پانچ ہیں: حضرت سیدنا نوح علیہ السلام، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا عیسی علیہ السلام، سیدنا محمد ﷺ

[37]۔ آسیہ بنت مزاحم، فرعون کی بیوی تھیں۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی تھیں۔ ان کا نام اگرچہ قرآن میں نہیں، سورۃ التحریم کی آیت 11 میں دوبار "امراۃ فرعون" سے تذکرہ آیا ہے۔ القصص، آیت 9 کے مطابق جب موسیٰ کو دریا سے نکالا گیا، اس وقت آسیہ موجود تھیں۔ انھوں نے فرعون کو رغبت دلائی کہ وہ موسیٰ کو قتل کرنے کے بجائے زندہ رکھے۔

[38]۔ ابن حجر عسقلانی، **فتح الباری**، ج6، ص448

Ibn-e- Hajr Asqlāni, *Fatḥ ul Bāri*, 6:448

[39]۔ قرآن مجید میں حضرت عیسی کی والدہ کا نام "مریم" بتلایا گیا ہے اور ان کے نام پر ایک مکمل سورت بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیس جگہ جبکہ سورۃ مریم میں تین جگہ سیدہ مریم کا نام لے کر واقعہ بیان فرمایا ہے۔ سیدہ مریم شریفہ، عفیفہ اور پاکدامن خاتون تھیں، بغیر کسی اختلاط کے حاملہ ہونا ایک خرق عادت عمل تھا۔

[40]۔ آل عمران 37:3

Aal Imran 3:37

[41]۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، **تفہیم القرآن**، ج1، ص248

Modoodi, Syad Abul Alala , *Tafhim ul Qurān*, 1:248

[42]۔ مریم 19:30-33

Maryam 19:30,33

[43]۔ اصلاحی، امین احسن، **تدبر قرآن**، ج4، ص647

Iṣlāḥi, Amin Aḥsan, *Tadbur-e- Quran*,4:647

[44]۔ حضرت اسحاق کی والدہ تھیں اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں بیٹے کی خوش خبری دی۔ جس میں صرف بیٹے اسحاق ہی کی کو شخبری نہیں دی گئی بلکہ ان کے بعد حضرت یعقوب کی خوشخبری دی گئی اور بتایا گیا کہ وہ اللہ کے نبی ہوں گے۔ شیخ التفسیر الحاج محمد قاسم، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ص467

Shaikh āltafsir Alḥājjaj Muḥammad Qāsim, *Sirāṭ Alğinān fi tafsir Alqurʾān*, 467

[45]۔ جمہور مورخین کے ہاں یوسف علیہ السلام کی والدہ کا نام کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں، البتہ اسرائیلیات میں "راحیل" آیا ہے۔ یہ بھی کہا گیاہے کہ جب مصر میں سارا خاندان جو 68 افراد پر مشتمل تھا، داخل ہوا، تو اس وقت حضرت یعقوب کے ساتھ جو عورت تھی، وہ یوسف علیہ السلام کی خالہ تھیں، ان کا نام "لیا" تھا۔ ان کی والدہ کے بارے میں کہا گیاہے کہ وہ پہلے فوت ہوچکی تھیں، ملاحظہ ہو مودودی، سید ابوالاعلیٰ، **تفہیم القرآن**، ج2، ص43

Modoodi, Syad Abul Alala , *Tafhim ul Qurān*, 2:43

[46]۔ الفرقان 75:25

Al-Furqan 25:75